اسلام بلا جماعت

سوال: جو شخص آپ کی جماعت کے اصولوں کے مطابق حتی المقدور صحیح اسلامی زندگی بسر کر رہا ہو، وہ اگر بعض اسباب کے تحت باقاعدہ جماعت میں شریک نہ ہو تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: اس کے متعلق میرا وہی خیال ہے جو احادیث سے ثابت ہے، یعنی صحیح اسلامی زندگی بغیر جماعت کے نہیں ہوتی۔ صحیح اسلامی زندگی کے لیے سب سے مقدم چیز اسلام کے نصب العین سے وابستگی ہے۔ اس وابستگی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اس نصب العین کے لیے جدوجہد کرے۔ اور یہ جدوجہد اجتماعی طاقت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ لہذا جماعت کے بغیر کسی زندگی کو صحیح اسلامی زندگی سمجھنا بالکل غلط ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص ہماری اس جماعت میں شامل نہ ہو اور کسی دوسری جماعت سے اس کا تعلق ہو جس کا نصب العین اور نظام جماعت اور طریق جدوجہد اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔ اس صورت میں ہمیں اس کو برسر ہدایت ماننے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ لیکن یہ کہ سرے سے اس کی کوئی جماعت ہی نہ ہو اور وہ محض انفرادی طور پر ان طریقوں کی پابندی کرتا رہے جو شخصی کردار کے لیے شریعت میں بتائے گئے ہیں، ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے، اور ہم اس کو کم از کم نیم جاہلیت کی زندگی سمجھتے ہیں۔ اسلامیت کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اگر آدمی کو اپنے گرد و پیش ایسی کوئی جماعت نظر آتی ہو جو اسلام کے اجتماعی مقصد "اقامت دین" کے لیے اسلامی طریق پر سعی کرنے والی ہو، تو اسے سچے دل سے ایسی ایک جماعت کے وجود میں لانے کی سعی کرنی چاہیے اور اس کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ جب ایسی جماعت پائی جائے تو اپنی انانیت چھوڑ کر صحیح جماعتی ذہنیت کے ساتھ اس میں شامل ہو جائے۔

علم ظاہر اور علم باطن

سوال: اسلاف کی کتب پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "علم باطنی" ایک ایسا علم ہے جو قرآن

وحدیث اور فقہ وغیرہ علوم سے جدا محض سخت ریاضات و مجاہدات سے حاصل ہو سکتا ہے، چنانچہ امت مسلمہ میں بکثرت انسان ایسے ہوئے ہیں جن کی زندگیوں میں یہ ترتیب ملتی ہے کہ پہلے انھوں نے کتاب وسنت اور فقہ وکلام وغیرہ علوم کی تحصیل کی اور ان کو "علم ظاہری" کا خطاب دیا۔ اس کے بعد "علوم باطنی" کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے لیے سخت ریاضتیں کیں تب کہیں جا کر انھیں "روحانی علوم" حاصل ہوئے، اور ان کو انھوں نے ہمیشہ علوم ظاہری پر ترجیح دی۔ براہ کرم کچھ اس پر روشنی ڈالیں کہ اسلامی نقطہ نظر سے علم باطنی کی کیا تعریف ہے؟ اس کی حقیقت کیا تھی اور اس میں کتنی رنگ آمیزیاں ہوئیں؟ کیا یہ علم ریاضات ومجاہدات کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتا؟ اور یہ کہ کیا علوم ظاہری کی تحصیل کے بغیر بھی یہ علم حاصل ہو سکتا ہے؟

جواب: آپ کا سوال بہت تفصیل طلب ہے۔ اس کے مختلف پہلوؤں پر میں بارہا اپنے مضامین میں روشنی ڈال چکا ہوں، اگرچہ براہ راست اس خاص موضوع پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ ظاہر سے مراد اگر احکام ہوں اور "باطن" سے مراد حکمت دین ہو، نیز ظاہر سے مراد اگر احکام شرعی کی تعمیل ہو اور باطن سے مراد اُس اعتقادی و اخلاقی روح کا سمجھنا اور اپنے نفس اور سیرت و کردار میں اُسے جاری و ساری کرنا ہو جو احکام شرعی کی تعمیل میں درحقیقت مطلوب ہے، تو ظاہر و باطن کی یہ تفریق صحیح ہے۔ لیکن اس تفریق کے لحاظ سے باطن کا منبع بھی وہی ہے جو ظاہر کا منبع ہے یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ۔ اور اس باطن کے لیے تلاوت قرآن، مطالعہ سیرت پاک، اور صوم و صلوٰۃ اور دوسرے احکام شریعت کی پابندی کے سوا کسی اور مجاہدہ وریاضت کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن اگر باطن سے مراد وہ فلسفے ہیں جو تصوف کے نام سے مسلمانوں میں رائج ہوئے تو ان کا منبع قرآن وسنت نہیں ہیں، بلکہ افلاطون اور فلاطینوس اور ویدانت وغیرہ کی تعلیمات ہیں۔ اور جو مشقیں اور ریاضتیں اس غرض سے کی جاتی ہیں کہ ان فلسفوں کے مطابق حقیقت کا مشاہدہ حاصل ہو، نیز خوارق اور کشف اور عجائب کے صدور کی قوت حاصل ہو، ان کا کوئی تعلق اسلام سے نہیں ہے چاہے ان اعمال کی بعض شکلیں اسلامی عبادات کی شکلوں سے ملتی جلتی ہوں، اور اس فن کی